یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضورِ انور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست

☆ کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ شوار یا باجوہ صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد نائلہ چوہدری صاحبہ نے اطاعت کے موضوع پر عربی میں حدیث پیش کی جس کا انگریزی ترجمہ روکاش رانا صاحبہ نے پیش کیا۔

☆ **بعد ازاں عائشہ ملک صاحبہ نے شہد کی مکھیوں اور قرآن کریم پر ایک پریزنٹیشن دی۔**

موصوفہ نے بتایا کہ شہد کی مکھیاں مل جل کر رہتی ہیں اور ان کا ایک باقاعدہ نظام ہوتا ہے جس میں ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے اور باقی اس کے تحت ہوتی ہیں جن کے سپرد مختلف کام ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ النحل کی آیت 69 میں بیان ہوا ہے کہ ''اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔''

چنانچہ شہد کی مکھیاں ایسی ہی جگہوں پر گھر بناتی ہیں۔ شہد کے چھتے ایک منفرد خاصیت رکھتے ہیں۔ ہر قسم کے کام نہایت منظّم طریقے سے ہوتے ہیں۔ شہد کے چھتوں میں ایک خاص حد تک نمی کا ہونا لازمی ہے۔ اس میں کمی بیشی سے شہد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے چھتہ کی نمی کو ایک خاص حد تک برقرار رکھنے کا کام بھی کچھ مکھیوں کے سپرد ہوتا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت 70 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے ربّ کے رستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔''

شہد کی مکھیاں پھولوں سے nectar اکھٹا کرتی ہیں اور اس کو اپنے پیٹ سے نکلنے والے ایک انزائیم انورٹیز (Invertase) سے ملا کر شہد بناتی ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے شہد کے استعمال سے بہت سی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ شہد کو بہت سی بیماریوں میں استعمال کر کے شفا حاصل کی جاسکتی ہے۔ مثلاً شہد کو زخموں اور جلے ہوئے حصوں پر لگایا جاسکتا ہے۔ موسموں کی allergies کو کم کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کی پیٹ کی بیماری Gastroenteritis میں بہت مفید ہے۔ اس سے انفیکشن کو بھی ختم کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سے بیکٹیریا ختم ہوتا ہے خاص طور پر Manuka Honey سے زخموں کے انفیکشن میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ نیز قدرتی شہد کھانسی کے لئے بھی بطور علاج استعمال ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ عام مکھی اور شہد کی مکھی میں فرق الہام کا ہے۔ ایک گند کھاتی ہے اور ہر کوئی اس سے تنگ آتا ہے اور دوسری نیکٹر (Nector) کھاتی اور شفا والی چیز بناتی ہے۔ گند پر بیٹھنے والی مکھیاں بیماریوں کے پھیلانے کا پیش خیمہ ہیں جبکہ شہد کی مکھیاں بیماریوں سے شفا کی اشیاء بناتی ہیں جس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ الہام نے شہد کی مکھیوں کو مکمل اطاعت، تنظیم اور لگن کا مادہ سکھایا ہے۔ سائنس نے قرآن کریم کی پندرہ سو سال قبل بات کو ثابت کر دیا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ شہد کی مکھیاں غائب ہو رہی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:۔** یہ غائب تو نہیں ہو رہیں مگر اس کا خطرہ ضرور ہے۔ اور اس کی وجہ زہریلے کیمیکلز ہیں جو کیڑے مکوڑے مارنے کے لئے پودوں پر چھڑکے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حشرات کو مارا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے 30 فی صد مکھیاں کم ہو گئی ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ نے بتایا ہے کہ منوکا (manuka) شہد زخموں کو مندمل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پراپولس (Propolis) بھی شہد کی قسم ہے اس پر کوئی تحقیق نہیں کی؟ پراپولس میں شفا کی زیادہ بہتر خاصیت ہے۔ آجکل manuka پر زیادہ زور ہے حالانکہ اصل میں پراپولس میں خاص شفا ہے۔ پراپولس ایک قسم کا شہد ہے جو شہد کی مکھیوں کی ملکہ کو کھلایا جاتا ہے۔ اور شہد کی مکھیاں اس شہد کو اپنے چھتے کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے بھی استعمال کرتی ہیں۔

حضورِ انور کے استفسار پر موصوفہ نے بتایا کہ وہ **پولیٹیکل سائنس کی طالبہ ہیں۔**

اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پولیٹکل سائنس کا شہد کی مکھی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ تحقیق تو بائیولوجی کی سٹوڈنٹ یا کسی entomologist یا Apiculturist کو پیش کرنی چاہئے تھی جسے شہد کی مکھیوں میں دلچسپی بھی ہوتی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پراپولس میں دوسرے شہد کی نسبت زیادہ شفا پائی جاتی ہے اور اس کی تحقیق ڈنمارک میں 1970 کے آغاز میں شروع ہوئی تھی۔ پراپولس اب تو کمرشلائز بھی ہو گیا ہے۔ اس کی مرہم بھی ملتی ہے اور دوسری مصنوعات بھی ہیں۔

☆ **اس کے بعد دوسری presentation سائیکالوجی کی طالبہ نے Resperate & Body Scan پر دی۔** موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے سائیکالوجی میں بی ایس سی اور اکنامکس میں بی اے کیا ہوا ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ کو اس non-pharmacuetical device کا کیسے پتہ چلا؟ کیا آپ نے اس کے بارہ میں خود تحقیق کی تھی؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ ان کی کلاس میں اس آلہ کے حوالہ سے پراجیکٹ تھا۔ اس لئے انہیں اس کو سٹڈی کرنے کا موقع ملا۔

موصوفہ نے بتایا:۔ میری تحقیق اس بات پر ہے کہ Resperate اور باڈی سکین میں سے زیادہ بہتر کونسی چیز ہے؟ رسپریٹ ایک ایسا آلہ ہے جو کہ بغیر کسی دوائی کے سانسوں کی مقدار کو کم کر کے بلڈ پریشر کو کم کرنے کے لئے حال ہی میں بنایا گیا ہے۔ اس آلہ کے ساتھ ایک sensor لگا ہوتا ہے جسے سینہ پر لگاتے ہیں تا کہ سانسوں کا مشاہدہ کیا جا سکے اور اس کے ساتھ ایک ہیڈ فون ہوتا ہے جس میں موقع کی مناسبت سے ہدایات دی جاتی ہیں جس میں میوزک کی ٹون (Tone) بھی ہوتی ہے۔ 2002ء میں امریکہ کی FDA (فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن) نے باقاعدہ اس چیز کو تسلیم کیا کہ اس آلہ کے ذریعہ بلڈ پریشر میں کمی کی جاسکتی ہے۔ دوسری طرف 'باڈی سکین' والی مشین ایک ویڈیو چلاتی ہے جس میں شامل ہونے والے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ جسم کے مختلف حصوں کی طرف توجہ دلاتی ہے اور رہنمائی کرتی ہے۔

میری تحقیق کے مطابق باڈی سکین video active control کی طرح کام کرتی ہے۔ تحقیق کے دوران مریضوں سے پندرہ سوال کیے گئے۔ سوالات سے معلوم ہوا کہ صرف 17 فیصد لوگوں نے relax ہونے کی کوشش کی جبکہ باقی لوگوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔ تحقیق میں مریضوں پر دونوں مشینوں کو آزمایا گیا۔ پانچ منٹ کے لئے تین مرتبہ مشین کو لگایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مریضوں کی سانسیں ایک منٹ میں 10 مرتبہ تک پہنچ گئیں جو اس مشین کا مقصد تھا۔ جبکہ دونوں مشینوں سے دل کی دھڑکن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انسان زیادہ تر پریشانی کی حالت میں مختلف جسمانی تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ جس میں سے دل کی دھڑکن کی تیزی، سانسوں کی تیزی، پسینہ، Pupil Dilation ہوتی ہے۔ باڈی سکین کی نسبت رسپریٹ کے ذریعہ سے سانسوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ اس تحقیق کے دوران میں نے ایک مقالہ پڑھا جس سے معلوم ہوا کہ آوے مریا (Ave Maria) کی دعائیں (عیسائیوں کی دعائیں) یا یوگی منتر پڑھنے سے ایک منٹ میں چھ سانسوں تک کم کی جاسکتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ممکن ہے عیسائیوں کی rosary prayer یا یوگی منتر بنیادی طور پر مذہبی عمل ہیں مگر شروع میں صرف سانسوں کی رفتار کم کرنے، ذہنی یکسوئی اور سکون حاصل کرنے کے لئے ہوں۔ ان تحقیقات میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مراقبہ کرنے سے ذہنی سکون حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مراقبہ میں لوگ بغیر کسی تعصب کے غور و فکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں ان کی سوچ میں کس طرح تبدیلیاں آتی ہیں۔

موصوفہ نے بتایا:۔ حیران کن بات یہ ہے کہ قرآن پاک نے ہم مسلمانوں کو پندرہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ ہم اپنی پریشانی کو کس طرح کم کر سکتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت 29 میں ہے کہ ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔'' اس کے علاوہ نماز کے دوران جسمانی حرکات ہمارے جسم اور روح کے لئے ایک اچھی ورزش کا ذریعہ بھی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ رسپریٹ آلہ پر تحقیق کر رہی ہیں یا اس کو پروموٹ کر رہی ہیں؟

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ یہ ایک مہنگا آلہ ہے جس کی کئی سو ڈالر قیمت ہے۔ ہم یہ تحقیق کر رہے ہیں کہ اس کا فائدہ ہے یا نہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے سے تو ہوسکتا ہے ویسے ہی انسان کی سانس ختم ہو جائے۔ پھر اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ کوئی ایسی بات بتاؤ جو سستی بھی ہو اور بغیر دوائی کھائے بلڈ پریشر بھی نہ ہو اور سانس بھی ٹھیک رہتا ہو۔ جو بلڈ پریشر کے مریض ہیں وہ دکان پر جائیں گے اور قیمت پتہ کریں گے تو وہیں ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا۔

☆ **ایک اور طالبہ نے عرض کیا کہ ایک سستی چیز** ورزش ہے جو آپ کے آرام کی حالت میں دل کی دھڑکن کو بھی کم کرتی ہے اور سانسوں کی رفتار کو بھی کم کرتی ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ورزش کر تو سکتے ہیں مگر ہر ایک کے لئے ورزش کرنا بہت مشکل ہے۔ ویسے تو قرآن شریف بھی کہتا ہے **اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ**۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کون یہ ذکر کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نمازیں پڑھنا

ہی ہے۔آپ لوگوں کا ڈرامہ لگا ہوتا ہے تو نمازیں چھوڑ دیتی ہیں۔کہتی ہیں بعد میں پڑھ لیں گے۔ پتہ نہیں ڈرامہ کی قسط بعد میں دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے اس لئے ڈرامہ تو ابھی دیکھو۔ نماز تو بعد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔اس طرح تو پھر ذکر تو نہ رہا۔اور ڈرامے بھی ایسے اُوٹ پٹانگ ہوتے ہیں جن میں حادثات ہی حادثات ہوتے ہیں اور اس کے بعد بلڈ پریشر اور بڑھ جاتا ہے اور ڈپریشن بھی ہوجاتا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا** کہ آپ نے بتایا تھا کہ مریضوں سے سوال کرنے سے **معلوم ہوا تھا کہ انہوں نے پہلے کبھی مراقبہ وغیرہ نہیں کیا تھا۔تو کیسے معلوم ہوگا** کہ ان کے بلڈ پریشر میں رسپریٹ کی وجہ سے فرق پڑا **ہے یا مراقبوں کی وجہ سے؟**

اس پر طالبہ نے جواب دیا کہ صرف تین لوگوں نے مراقبہ کیا تھا باقی لوگوں نے نہیں کیا تھا۔

☆ حضورانور ایدہ **اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ آلہ آپ کو صرف ہدایت دے گا کہ آپ بیٹھ جاؤ **یا کھڑے ہوجاؤ یا لیٹ جاؤ۔یہی کچھ بتائے گا یا کچھ اور بھی بتاتا ہے؟**

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ رسپریٹ میں صرف بیٹھنے کی حالت میں استعمال ہوتا ہے اور آپ ہیڈ فون کے ذریعہ ہدایات سن رہے ہوتے ہیں۔باڈی سکین فوراً نہیں بتاسکتا کہ آپ اب کس طرح سانس لے رہے ہیں لیکن رسپریٹ میں وہ ساتھ ساتھ بتاتا ہے کہ اب آپ تیز سانس لے رہے ہیں اور اب آہستہ ہوجائیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ تو امیروں کے چونچلے ہیں۔امیر تو ایسی چیزیں خرید لیں گے مگر غریب کیا کریں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ امیر رسپریٹ استعمال کرے اور غریب نمازیں پڑھے؟ اس لئے اسے چھوڑو۔کمپنی والوں نے صرف پیسے بنانے ہوتے ہیں اور آخر پر دوائی ہی لینی پڑتی ہے۔جس کو عارضی تکلیف ہو اس کی تو اور بات ہے لیکن جو مستقل بیمار ہیں تو ان کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔جن کا بلڈ پریشر کبھی کبھار ہائی ہوتا ہے ان کو تو ویسے ہی آلہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔اور جو مستقل بیمار ہیں انہیں دوائی کھانی پڑے گی۔ چاہے وہ آلہ استعمال کریں یا نہ کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ نے تو صرف دو آلہ جات کا مقابلہ کیا ہے کہ ان میں سے کون سا بہتر ہے۔تو یہ ثابت ہوا کہ رسپریٹ زیادہ بہتر ہے۔باڈی سکین صرف یہ بتاتا ہے کہ اب یہ ہوگیا ہے مگر رسپریٹ رہنمائی بھی کرتا ہے کہ اب بیٹھ جاؤ، گہرے سانس لو، تھوڑا آرام کرو وغیرہ وغیرہ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ صرف دل کے **مریضوں** کے لئے ہے یا دمہ **کے مریضوں کے لئے بھی ہے؟**

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ زیادہ تر تو دل کے مریضوں اور ہائی بلڈ پریشر والوں کے لئے ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ **اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دمہ کی بیماری تو بہت عام ہے۔اس لئے ایسی چیزوں پر تحقیق کیا کریں جو غریبوں کو فائدہ دے، صرف امیروں کو نہیں۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ زندگی میں بعض** دفعہ دو چیزوں میں سے ایک چننی ہوتی ہے اور بعض **دفعہ** سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں۔مذہب کہتا ہے کہ ہم اللہ **تعالیٰ** سے دعا کر کے رہنمائی حاصل کریں۔لیکن جب **دعا کرتے ہیں تو براہ راست کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔اس حوالہ سے کیا کرنا چاہئے؟** کس طرح ہم **خدا** سے رہنمائی **حاصل کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ **اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے **فرمایا:۔** اتنا نیک تو کوئی نہیں کہ تم دعا کرو اور ساتھ ہی الہام ہوجائے۔اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا پڑے گا۔اگر یہ معیار نہیں ہے اور آپ نے دو اختیارات میں سے ایک کو چننا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دماغ دیا ہے۔اس کے مثبت اور منفی پہلو کے بارہ میں سوچیں۔پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ان میں سے جو بہتر ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے میرے دل میں سہولت پیدا کردے۔ اگر دل میں بیٹھ جائے کہ یہ چیز بہتر ہے تو ٹھیک ہے۔ضروری نہیں ہے کہ کوئی خواب آئے یا الہام ہو یا کسی خاص طریقے سے پتہ لگے۔اگر دل کا اطمینان ہوجاتا ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے۔ استخارہ کا مطلب ہی یہ ہے اللہ تعالیٰ میرے دل میں خیر ڈال دے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے عرض کیا کہ اُس نے انٹرنیشنل کریمنل جسٹس میں ماسٹرز کیا ہوا ہے۔ہمارے سرپرست ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ بہت برے لوگ ہیں۔ ان سے خاص طرح کا سلوک کرنا ہے۔اس لئے ان سے سلوک اچھا نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے بہت برے کام کیے ہوتے ہیں۔مگر دوسری طرف ہم کہتے ہیں کہ ہمیں عملی طور پر اچھا ہونا چاہئے اور ہر ایک سے نرمی سے پیش آنا چاہئے۔اس لئے سمجھ نہیں آتی کہ ایسے لوگوں سے سلوک کیسا کیا جائے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال یہ ہے کہ ملزموں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہوتی ہے جنہیں کوئی Tempatation ہوتی ہے یا Frustration ہوئی ہوتی ہے۔بعض لوگوں کے ساتھ چھوٹے موٹے جرائم کئے یا ایسے لوگوں کے ساتھ مل گئے اور ایک مجرم کے ساتھ دوسرے بھی پکڑے گئے تو وہ بھی جرم کا حصہ بن جاتے ہیں۔اکثر اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔گھناؤنے جرائم کرنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔اگر ان کو وہاں جیلوں میں سمجھایا جائے تو تبدیلی آسکتی ہے۔جیلوں میں کس لیے ڈالا جاتا ہے؟ اس کا مقصد اصلاح کرنا ہی ہوتا ہے۔اسی لئے عیسائیوں کے پادری بھی ہر اتوار عبادت کرانے کے لئے جیلوں میں جاتے ہیں۔مسلمان مولوی بھی جاتے ہوں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہم نے بعض جگہ کوشش کی کہ ہمارے آدمی جیلوں میں جائیں اور انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سکھائیں۔اس کے نتیجہ میں امریکہ میں بھی کئی لوگوں نے خاص طور پر افریقن امریکن اور بعض گوروں نے بھی اپنی اصلاح کی اور پھر بیعت بھی کرلی۔بعض ابھی بھی جیل میں ہیں اور مجھے خطوط لکھتے ہیں کہ ان کے اندر کس طرح تبدیلی آئی اور انہوں نے کس طرح یُوٹرن (U Turn) لیا۔وہ لوگ جیلوں میں باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے باقاعدہ دورے ہوتے ہیں۔تو اصل چیز یہ ہے کہ ان کی اصلاح کی جائے۔پاکستانی جیلوں کی طرح نہیں کہ وہاں جاکر اور مجرم بن جائیں۔بعض ایسے لوگ ہیں مثلاً مسلمان مولوی ہیں یا اسی قسم کے شدت پسندانہ خیال رکھنے والے لوگ ہیں وہ دوسروں کو بھی Redicalize کردیتے ہیں۔تو ایسے لوگوں کو علیحدہ رکھنا چاہئے اور پھر اس کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر سارے مجرموں کو ایک جگہ ڈال دیا جائے اور ایک جیسا سلوک کیا جائے تو ایک دوسرے کا اثر بھی ہورہا ہوتا ہے۔ یہاں کی جیلیں تو ایسی ہیں کہ اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح کرسکتے ہیں۔پاکستان کی جیلوں کی طرح نہیں ہیں۔پاکستان میں مَیں بھی ایک جیل میں رہا ہوں۔ وہاں ایک بیرک میں اسّی افراد کی گنجائش تھی لیکن وہاں دوسو چالیس افراد تھے۔سارے ڈاکو، قاتل اور چور تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں۔پھر رہنے کی جگہ بھی نہیں، لیٹنے کی جگہ نہیں، بیٹھنے کی جگہ نہیں۔پھر آپس میں لڑتے ہیں۔پھر جب جیلوں میں لڑتے ہیں تو ایک نیا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔اس لئے تھرڈ ورلڈ ملکوں کی جیلوں اور یہاں کی جیلوں میں فرق ہونا چاہئے۔اصل یہ کوشش ہونی چاہئے کہ کس طرح اصلاح کرنی ہے۔اور ہر ایک کی نفسیات علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کا جرم کا معیار علیحدہ علیحدہ ہے۔ان کی سمجھ علیحدہ ہے، ان کے جذبات علیحدہ ہیں۔اس لئے ہر ایک کی انفرادی اصلاح ہونی چاہئے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا** کہ جب ہم وصیت کرتے ہیں تو اپنی ذاتی چیزوں اور جائیداد پر کرتے **ہیں۔تو پھر ہمیں اپنے گھر کے سربراہ (اپنے باپ یا شوہر)** کی اجازت کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ اور اس کے بغیر **وصیت قبول کیوں نہیں ہوتی؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ باپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔اگر آپ طالبعلم ہیں تو اپنی پاکٹ منی (Pocket Money) پر یا اگر آپ کی کوئی اپنی پراپرٹی ہے اس پر وصیت کرسکتے ہیں۔اور جب بڑے ہوکر کچھ کمائیں گے اس پر وصیت ہوگی یا جو کوئی پراپرٹی ہوگی اس پر بھی وصیت ہوگی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جہاں تک خاوند کا سوال ہے تو اس کے بطور witness تصدیقی دستخط لیے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ حق مہر خاوند کے ذمہ ہے۔اگر خاوند نے حق مہر پہلے ہی ادا کردیا ہے تو اس بات کی تصدیق ہوجائے گی کہ حق مہر کا حصہ عورت نے ادا کرنا ہے۔لیکن اگر حق مہر ادا نہیں کیا تو حق مہر ادا کرنا اسی کی ذمہ داری ہے۔تو خاوند کے دستخط اس لئے لیے جاتے ہیں کہ اگر لڑکی کو کچھ ہوجاتا ہے تو اس کے حق مہر میں سے دسواں حصہ مَیں ادا کروں گا۔تو خاوند سے دستخط کروانے کی یہ وجہ ہے۔اس لئے نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کرسکتے۔وہ لڑکیاں جن کی شادی نہیں ہوئی کیا وہ انتظار کریں گی کہ میری شادی ہو، میرا خاوند ہو تو میں اس سے دستخط کرواؤں اور پھر وصیت کروں؟ تو خاوند کے دستخط تو صرف قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔

☆ **ایک طالبہ نے سوال کیا کہ دماغی صحت کے بارے میں لوگوں میں شعور دینے کے لئے جماعت کیا کہتی ہے؟ میرا ذاتی خیال ہے کہ دماغی بیماریوں سے متعلق لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے۔میں بعض لوگوں سے ملی ہوں جو اس کا شکار ہیں۔لجنہ میں کاؤنسلنگ کرنے کی ضرورت ہے۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کا جائزہ لینا چاہئے۔بعض لوگوں کو بچپن میں

ڈپریشن ہوجاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ بڑھتا بڑھتا دماغی بیماری بن جاتا ہے۔ اگر شروع میں اس کا علاج کرلیا جائے تو اچھی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو چاہئے کہ لجنہ میں ایک ٹیم بنالیں۔ بہت سی لڑکیوں کو ڈپریشن ہوجاتا ہے۔ مختلف کیسز سامنے آتے ہیں۔ بعضوں کو شادیوں کے بعد، شادی کی وجہ سے اور بعض کو بچوں کی وجہ سے بڑھاپے میں ڈپریشن ہوجاتا ہے۔ اس لئے اگر ایسا کرسکتی ہیں تو کریں بڑی اچھی بات ہے۔ اگر اس کے لئے کوئی سکیم ہے جو جماعت میں ہر جگہ استعمال کی جاسکتی ہے تو مجھے بھجوادیں۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ قرآن کریم** کی سورۃ النساء کی آیت **13** میں وراثت کے بارے آیا **ہے کہ اگر کسی میاں بیوی کی اولاد نہیں ہے تو بیوی فوت ہو جائے تو مرد اس کی آدھی جائیداد ورثہ میں لے گا۔ اور اگر خاوند فوت ہو تو اس کی بیوی اس کی جائیداد کا چوتھا حصہ لے گی۔** اب سوال یہ ہے کہ اگر مرد کے کوئی بچے نہیں ہیں اور اس نے کسی کی دیکھ بھال نہیں کرنی تو وہ پھر بھی عورت کی **نسبت کیوں زیادہ ورثہ لے سکتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً بیوی نے اپنی جائیداد اپنے خاوند کے ذریعہ سے بنوائی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات اگر مرد نئی شادی کرتا ہے اور اس سے بچے پیدا ہوتے ہیں تو اس نے ان کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ اسلام نے عورت کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ مرد کے اخراجات اور ذمہ داریاں عورت سے زیادہ ہیں۔ دوسری طرف عورت کو جہاں وراثت کا حق بالکل بھی نہیں تھا بلکہ ماضی قریب میں تو یورپ میں بھی نہیں تھا وہاں عورت کو چوتھا حصہ وراثت کا حق ملا اور اگر بچے ہیں تو آٹھواں حصہ وراثت کا ملے گا۔ تو یہ حالات سامنے رکھو کہ پہلے عورت کو کچھ بھی نہیں مل رہا تھا۔ پھر اگر عورت چوتھا حصہ لیتی ہے اور آگے شادی کرلیتی ہے تو اس کو اگلے خاوند سے دوبارہ پراپرٹی ملنے کا امکان ہے اور اس کے اخراجات بالکل بھی نہیں ہیں۔ پھر اگلی آیات میں آتا ہے کہ جتنے پیسے خرچ کرنے ہیں وہ مرد نے کرنے ہیں، عورت نے نہیں کرنے۔ عورت پر تو کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ساری ذمہ داری تو مرد کے اوپر ڈال دی۔ اس لئے اس کو اِنکم بھی زیادہ دے دی۔ اور جو چوتھا یا آٹھواں حصہ عورت کو ملا وہ صرف عورت کا ہی ہے چاہے شادی کرے یا نہ کرے۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہوجائے اور اگر اس کی عمر شادی کی ہے تو اسے شادی کرنی چاہئے اور اس طرح ان کی ذمہ داری اٹھائی جاتی ہے۔ بعض ایسے کیسز بھی ہوتے ہیں کہ بعضوں کی نہیں بھی ہوتی۔ لیکن اسلام میں جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں وہ مرد پر ڈالی ہیں۔ اس لئے اس کا حصہ زیادہ مقرر کیا۔ عورت پر خرچ کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی، سوائے اپنے خرچ کے لئے۔ اس لئے اس کا حصہ کم کیا۔ اس میں عورتوں کو بہت اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ پہلی چیز تو یہ دیکھیں کہ جہاں عورت کی وراثت تھی ہی نہیں۔ ماضی قریب میں یورپ میں بھی نہیں تھی۔ یہاں اب بھی قانون ہے کہ جائیداد بڑے بیٹے کو مل جاتی ہے۔ یا وصیت لکھ دو تو کسی اور کے پاس چلی جاتی ہے اور باقی محروم رہ جاتے ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر ایک کا حصہ ہے۔ خاوند کا بھی، بیوی کا بھی اور بچوں کا بھی۔

اب خاوند بیوی کا جہاں سوال ہے وہاں یہ سوال بھی تو اٹھتا ہے کہ بچوں میں لڑکوں کے دو حصے ہیں اور لڑکی کا ایک حصہ ہے۔ جس کے لڑکے ہیں وہ تو پوری پراپرٹی لے گئے اور جس کی لڑکیاں ہیں انہیں دو تہائی یا ایک تہائی حصہ ملے گا۔ باقی سارا رشتہ داروں میں چلا جائے گا۔ لیکن اگر کسی کی لڑکے لڑکیاں دونوں ہوں تو اولاد میں ساری تقسیم ہوجائے گی۔ تو اسلام نے جو سارے فیصلے کیے ہیں وہ اس بات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کئے ہیں کہ کس کس کی کتنی ذمہ داریاں ہیں۔ اسی حساب سے حصے مقرر کئے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض کیسز میں ظلم بھی ہوئے ہیں اور لوگ اپنی عورتوں کو حصہ نہیں دیتے اور خود ہی کھا جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں بھی ہمارے ایشین لوگوں میں اور زمینداروں میں رواج ہے کہ بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے۔ ہاں اگر جماعت کو پتہ چلے تو جماعت سختی کرتی ہے اور زبردستی حصہ دلواتی ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں نے کعبہ کے بارے میں پڑھا تھا کہ ہر سال کعبہ کے غلاف پر 5.3 ملین امریکن ڈالر خرچ آتا ہے۔ کیا ہمیں اس پر اتنا پیسہ خرچ کرنا چاہئے یا یہ پیسوں کا ضیاع ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ کعبہ کے غلاف میں سونے کا دھاگہ ڈالتے ہیں۔ یہ شرعی چیز تو نہیں ہے۔ اسے نہ بھی ڈھانکیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آنحضورﷺ کے زمانہ میں کونسا غلاف تھا۔ ہر سال کئی ملین ڈالر خرچ کر کے غلاف چڑھاتے ہیں اور پھر اس کے ٹکڑے کاٹ کر نیلامی میں بیچتے ہیں۔ اتنے پیسے واپس بھی آجاتے ہیں۔ وہاں کے بادشاہ تیل کا پیسہ کھا رہے ہیں۔ گھروں میں بھی سونا لگایا ہوا ہے اگر کعبہ میں لگا دیتے ہیں تو ان کی مرضی ہے۔ اگر غلاف چڑھانا ہی ہے تو جو پیسے نیلامی میں بیچنے سے ملتے ہیں اگر غریب ملکوں میں دے دیں تو اور بھی زیادہ اچھا ہے۔ ویسے تو ضروری نہیں کہ غلاف چڑھایا جائے۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے عرض کیا کہ آجکل عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس جمعہ کو حضور کے ساتھ ایک تقریب بھی ہے۔ اور اس میں کہا گیا ہے کہ لجنہ نہیں آئے گی۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جو مرکز میں پیس کانفرنس ہوئی تھی اس کے بارے انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ جو مرد اور عورتیں اپنے تبلیغی دوست لائیں گے انہیں بیٹھنے دیا جائے گا۔ اگر آپ مہمان لا رہی ہیں تو آپ آسکتی ہیں۔ اگر جگہ نہ ہو تو آپ کے مہمان تو چلے جائیں گے اور آپ ان کے لئے قربانی دے دینا اور باہر کھڑی ہوجانا اور مہمان کو کہہ دینا کہ جگہ نہیں ہے اس لئے باہر ہوں اور میں قربانی دے رہی ہوں اور اگر جگہ ہوئی تو بیٹھ جانا۔ میں نے کہا ہوا ہے کہ ہماری لڑکیاں جو مہمان لائیں وہ شامل ہوسکتی ہیں لیکن کھانے کے وقت وہ علیحدہ کھانا کھائیں گی۔ اور یہ Discrimination نہیں بلکہ اسلامی تعلیم ہے۔ ٹورانٹو میں بھی لڑکیاں اپنے ساتھ مہمانوں کو لے کر آئی تھیں لیکن میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ تم لوگوں نے علیحدہ عورتوں میں جاکر کھانا کھانا ہے۔ اپنے مہمان کو کہہ دو کہ ہم اس طرح یہاں بیٹھ کر نہیں کھا سکتیں۔ ہاں جب تک وہ فنکشن ہو رہا ہے تقاریر ہو رہی ہیں وہ سن لیں۔ اس کے علاوہ ہمارا کچھ ڈریس کوڈ بھی ہونا چاہئے اور کچھ ethics بھی ہونے چاہئیں۔

☆ **اس کے بعد ایک طالبہ نے** جس نے تجویز دی تھی کہ جماعت میں جن **عورتوں کو ڈپریشن کا مرض ہوتا ہے** ان کی **کونسلنگ** ہونی چاہئے، **عرض** کیا کہ اس کے لئے **حضور انور کی خدمت میں کس طرح سکیم بھجوائی جاسکتی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پہلے لجنہ سے مل کر یہاں کی لجنہ کی لسٹ بنائیں کہ کتنے ایسے کیسز ہیں؟ پھر یہ بات بھی ہو کہ ان کے گھر والوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ ہمارے کلچر میں یہ بھی تو ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ علاج کروایا تو لوگ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے۔ حالانکہ اگر ان کو سمجھایا جائے اور ان کو کوئی کمپنی مل جائے اور کچھ باتیں کرنے کا موقع مل جائے تو اسی سے بہت سارے لوگ ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ تو اس کی سکیم بنا کر مجھے بھیجیں اور صدر لجنہ کو بھی دیں۔

طالبات کے ساتھ یہ نشست سات بجے ختم ہوئی۔